’’عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى علٰى عبد الرحمن بن عوف أثر صفرة فقال : ماهٰذا؟ قال : إني تزوجت امرأة على وزن نواة من ذهب، قال : بارك الله لك، أوْلِمْ ولو بشاةٍ.‘‘(مشکوة المصابيح، باب الوليمة : ۲۷۷)

’’إعلاء السنن‘‘ میں ہے:

’’وحديث أنسؓ في هٰذا الباب صريح في أنها أي الوليمة بعد الدخول الخ.‘‘

(إعلاء السنن، ج: ۱۱، ص: ۱۱، ط: إدارة القرآن)

فتویٰ نمبر: 8767-1434 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

ایمان وعقیدے کے بارے میں وسوسے اور شک میں مبتلا ہونا

سوال

وسوسے اور شک میں کیا فرق ہے؟ کوئی چیز ہو چاہے وہ دنیا کے لحاظ سے ہو یا آخرت کے لحاظ سے، چاہے وہ ایمان اور عقیدے کے لحاظ سے ہو یا پھر کوئی اور لحاظ سے، آپ سے اب یہ بات جاننا ہے کہ اگر کسی کو ایمان وعقیدے کے حوالے سے وسوسہ آئے اور اس آدمی کو سو فیصد یقین ہو جائے کہ یہ بات سو فیصد صحیح یا غلط یعنی اس کو ایک طرح کا شک پیدا ہوا ہو، لیکن پھر بعد میں وہ بہت زیادہ پچھتائے، رنج وغم میں مبتلا ہو، بہت پریشان ہو، روئے بھی اور مایوس بھی ہو جائے، چاہے وہ بات، خیال یا سوچ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن یا جنت جہنم کے بارے میں آئے، اللہ بچائے کسی کو اگر ختمِ نبوت کے حوالے سے ایسی سوچ اور خیال آئے، لیکن سو فیصد یقین کے ساتھ ایسا خیال آئے، پھر بعد میں پچھتائے، رنج وغم میں مبتلا ہو جائے اور روتا رہے کہ ایسی سوچ مجھے نہیں آنی چاہیے تھی، اگر وہ سوچ کچھ دیکھنے سے آئے اور اس کا دل اس وقت مان جائے کہ یہ صحیح ہے، لیکن بعد میں وہ ڈپریشن اور گھبراہٹ کا شکار ہو جائے، کیا یہ وسوسہ کہلاتا ہے یا شک؟ میں نے سنا ہے کہ وسوسہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان خود نہیں لینا چاہتا، لیکن دل ودماغ میں خود بخود آ جاتا ہے۔

جواب

واضح رہے کہ دین کے کسی رکن، حکم یا دین سے متعلق کسی بھی قطعی چیز کے بارے میں وسوسہ شیطان کی طرف سے آتا ہے، اور شیطان کی طرف سے ان وساوس کو لانے کا مقصد انسان کے دل ودماغ میں وساوس اور شک پیدا کر کے اس کے ایمان کو کمزور کرنا ہے، نیز غیر اختیاری وسوسہ آنا اور اسے بُرا سمجھنا ایمان کی علامت

ہے، جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں آتا ہے:

’’وعنه رضي الله عنه قال: جاء ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليهِ وسلمَ إلى النبي صلى الله عليهِ وسلم، فسألوه: إنا نجد في أنفسنا ما يتعاظم أحدنا أن يتكلم بهٖ، قال: ’’أوَ قد وجدتموه؟‘‘ قالوا: نعم. قال: ’’ذاك صريح الإيمان.‘‘ رواه مسلم ‘‘ (مشكاة المصابيح، باب في الوسوسة، ج:١، ص: ١٩، ط: رحمانية)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابی بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ہم اپنے دلوں میں بعض ایسی باتیں یعنی وسوسے پاتے ہیں کہ جن کا زبان پر لانا بھی ہم بُرا سمجھتے ہیں، سرکار نے پوچھا! کیا تم واقعی ایسا پاتے ہو(کہ جب کوئی ایسا وسوسہ تمہارے اندر پیدا ہوتا ہے تو خود تمہارا دل اس کو ناپسند کرتا ہے اور اس کا زبان پر لانا بھی تم بُرا سمجھتے ہو؟) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔‘‘ (مظاہر حق، ج:۱، ص: ۱۴۳، ط: دارالاشاعت)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ (۱/ ۱۳۶):

’’(في أنفسنا ما يتعاظم أحدنا أن يتكلم به) أي: نجد في قلوبنا أشياء قبيحة نحو: من خلق الله؟ و كيف هو؟ و من أي شيء؟ و ما أشبه ذٰلك مما يتعاظم النطق بهٖ لعلمنا أنهٗ قبيح لايليق شيء منها أن نعتقدهٗ، و نعلم أنهٗ قديم، خالق الأشياء غير مخلوق، فما حكم جريان ذٰلك في خواطرنا؟ ... (صريح الإيمان) أي: خالصه يعني أنهٗ أمارته الدالة صريحاً على رسوخهٖ في قلوبكم، و خلوصها من التشبيه، و التعطيل؛ لأن الكافر يصر على ما في قلبه من تشبيه الله سبحانهٗ بالمخلوقات، و يعتقدهٗ حسنا، و من استقبحها و تعاظمها لعلمهٖ بقبحها، وأنها لاتليق بهٖ تعالٰى كان مؤمناً حقاً، و موقناً صدقاً فلاتزعزعهٗ شبهة، و إن قويت، و لاتحل عقد قلبهٖ ريبة، و إن موهت، و لأن من كان إيمانهٗ مشوباً يقبل الوسوسة، ولايردها.‘‘

یعنی: ’’صحابہؓ کے اس جملہ ’’ہم اپنے دلوں میں کچھ خیالات ایسے پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو بیان نہیں کرسکتا۔‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ ’’ہم اپنے دلوں میں بری چیزیں پاتے ہیں، مثلاً: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ اور وہ کیسا ہے؟ اور کس چیز سے ہے؟ اور اس طرح کی اور چیزیں کہ جن کا بیان کرنا بھی مشکل ہے، اس لیے کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ قبیح باتیں ہیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ ہم اس پر اعتقاد رکھیں، بلکہ ہم جانتے ہیں کہ: اللہ قدیم ہے، ازل سے ہے، ہر چیز کا

خالق ہے، مخلوق نہیں ہے، تو ایسے خیالات جو ہمارے دل میں آتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ یہ تو صریح ایمان ہے، یعنی ایسے وساوس آنے پر انہیں برا سمجھنا یہی صریح ایمان ہے، اس لیے تم اس وساوس کو دل میں پانے کے بعد جھڑک دیتے ہو، اور اس کو برا سمجھتے ہو تو یہ تمہارے ایمان کی علامت ہے۔''

لہٰذا ان خیالات اور وسوسوں سے پریشان نہ ہوں، اور ان کا علاج یہ ہے کہ ان کی طرف بالکل دھیان نہ دیا جائے۔ بعض علماء نے وساوس میں مبتلا اشخاص کی تسلی وتسکین کے لیے کہا ہے کہ جس طرح چور اُس گھر میں جاتا ہے جہاں کچھ مال ومتاع ہوتا ہے، اسی طرح جس دل میں ایمان ہوتا ہے شیطان وہاں آکر وساوس ڈالتا ہے:

''وقيل: المعنى أن الوسوسة أمارة الإيمان؛ لأن اللص لايدخل البيت الخالي.'' (مرقاة المفاتيح :١٣٧/ ١)

اس لیے ان وساوس کو دل میں جگہ نہ دی جائے، ان کے مقتضا پر عمل یا لوگوں کے سامنے اُن کا اظہار نہ ہو، بلکہ ان کا خیال جھڑک کر ذکر اللہ کی کثرت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:

''وعنه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليهِ وسلم: '' يأتي الشيطان أحدكم فيقول: من خلق كذا؟ من خلق كذا؟ حتى يقول: من خلق ربك؟ فإذا بلغهٔ فليستعذ بالله ولينته. متفق عليه''

(مشكاة المصابيح، باب في الوسوسة، ج:١، ص: ١٩، ط: رحمانية)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ تا آں کہ پھر وہ یوں کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب نوبت یہاں تک آجائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور اس سلسلہ کو ختم کردے۔''

(مظاہرِ حق، ج:۱، ص:۱۴۳، ط: دارالاشاعت)

حدیث شریف میں ہے:

''وعن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''لايزال الناس يتساءلون حتى يقال: هٰذا خلق الله الخلق فمن خلق الله؟ فمن وجد من ذٰلك شيئاً، فليقل: آمنت بالله ورسلهٖ.''

(مشكاة المصابيح، باب في الوسوسة، ج:١، ص: ١٩،ط: رحمانية)

ترجمہ: ''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ ہمیشہ اپنے

دل میں مخلوقات وغیرہ کے بارے میں خیالات پکارتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ (یعنی دماغ میں یہ وسوسہ آئے گا) کہ اس تمام مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے، تو خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس شخص کے دل و دماغ میں اس قسم کا کوئی خیال اور وسوسہ پیدا ہو تو وہ یہ کہے کہ میں خدا تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔‘‘ (مظاہر حق، ج:۱،ص:۱۴۴،ط:دارالاشاعت)

لہٰذا ان وسوسوں کے علاج کے لیے مذکورہ نسخہ نبوی ﷺ پر عمل کیا جائے، اور ساتھ ساتھ یہ اعمال کریں:

(۱) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ، (۲) اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا ورد کرے، (۳) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ، (۴) نیز رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کا کثرت سے ورد بھی ہر طرح کے شیطانی شکوک و وساوس کے دور کرنے میں مفید ہے۔

اور اگر سائل کو یوں لگے کہ یہ وسوسہ ہے یا شک؟ تو سائل کسی معتبر عالم دین یا مفتی صاحب کے پاس حاضر ہو کر اُن کو اپنی ذہنی کیفیات واضح کر کے مسئلہ معلوم کر لے۔ فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر:144307101068 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

مسلمان عورت کے لیے ٹیکہ، ماتھا پٹی اور ناک کی نتھ پہننا بوٹاکس (ناک سیدھا) اور لپ فلرز (ہونٹ موٹے) کروانا

سوال

۱: کیا مسلمان عورت کے لیے ٹیکہ، ماتھا پٹی، اور ناک کی نتھ پہننا جائز ہے؟

۲: بوٹاکس کروانا کیسا ہے؟ بوٹاکس کا مطلب ہے کہ مثلاً ناک کو سیدھا اور صحیح کرنا، شیپ میں لانا، یہ عمل بذریعہ انجیکشن کیا جاتا ہے۔

۳: لپ فلرز کروانا کیسا ہے؟ یعنی بذریعہ انجیکشن ہونٹوں کو مزید اُبھارا جاتا ہے اور مزید موٹا کیا جاتا ہے۔

جواب

۱: مانگ ٹیکا (زیور کا ایک ٹکڑا جو مانگ کے درمیان سے باریک زنجیر کے ذریعے پیشانی پر لٹکایا جاتا ہے)۔ ماتھا پٹی (ایک خاص قسم کا زیور ہے جو پیشانی سے سر کے دونوں طرف پٹے کی شکل میں پہنا جاتا ہے)